ڈاکٹر قاری محمد طاہر
مدیر ماہنامہ التجوید فیصل آباد

مشرقی اور مغربی روایت کا فرق

اورئینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور کی بہت مشہور اور پرانی درسگاہ ہے۔ جس میں مشرقی علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ یہ کالج 1868 میں قائم ہوا۔ کالج کی موجودہ عمارت تو بہت بعد میں تعمیر ہوئی۔ شروع میں کلاسز کے اجراء کے لئے کرایہ کی جگہ اندرون لوہاری گیٹ حاصل کی گئی۔ لوہاری دروازہ کے اندر نہال چند کا مندر تھا۔ اس مندر کے سامنے کھڑک سنگھ نامی سکھ کی بڑی حویلی تھی جو اس مقصد کے لئے کرایہ پر لی گئی۔ اورئینٹل کالج کے پہلے پرنسپل ڈاکٹر جی ڈبلیو لائٹز مقرر ہوئے۔ اس ذمہ داری کے ساتھ ساتھ آپ بیک وقت گورنمنٹ کالج لاہور کے پرنسپل اور پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی بنے۔ سنسکرت، فارسی، چینی اور لاطینی زبانوں کے ماہر تھے۔ بہت علم دوست انسان تھے۔ یہ انہی کے زمانے کا واقعہ ہے کہ اورئینٹل کالج کے ایک نامور استاد مولوی محمد شفیع تھے۔ جو عربی کے پروفیسر تھے۔ بڑے عالم آدمی تھے۔ آپ ہزارہ کے رہنے والے تھے۔ علماء کے بہت قدردان تھے۔ انہی دنوں دارالعلوم دیوبند میں انتہائی ماہر استاد مولانا رسول خان پڑھایا کرتے تھے۔ ان کی جلالت علمی کا اندازہ لگانے کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ پاکستان کے معروف علماء مولانا مفتی محمد شفیع صاحبِ تفسیر معارف القرآن، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، دارالعلوم دیوبند کے سابق مہتمم مولانا قاری محمد طیب جیسے اکابر بھی ان کے شاگرد تھے۔

مولانا رسول خان بھی ہزارہ کے رہنے والے تھے۔ مولوی محمد شفیع ان کی علمی حیثیت کے شناسا تھے۔ اس لئے ان کی خواہش تھی کہ مولانا رسول خان کی خدمات اورئینٹل کالج لاہور کے لئے حاصل کرلی جائیں۔ مولوی شفیع، مولانا رسول خان کو اس بات پر آمادہ کرتے رہے۔ شروع میں تو مولانا رسول خان نے انکار کیا۔ کیونکہ ان کو دارالعلوم دیوبند چھوڑنا گوارہ نہ تھا۔ لیکن مولوی محمد شفیع صاحب کا اصرار بڑھتا ہی رہا تو انہوں نے رضامندی ظاہر کردی۔ ان دنوں پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اے سی رولز تھے، علم دوست ہونے کے ناتے مولوی محمد شفیع کا ان سے گہرا تعلق تھا۔ چنانچہ انہوں نے ڈاکٹر وولز سے کہا کہ مولانا رسول خان صاحب دیوبند کے استاد ہیں۔ بڑی علمی شخصیت کے مالک ہیں، میری خواہش ہے کہ ان کو اورئینٹل کالج میں عربی کا لیکچرار متعین کیا جائے۔ تاکہ ہم ان کے علم سے استفادہ کرسکیں۔ پروفیسر وولز نے آمادگی ظاہر کردی۔ لیکن ساتھ ہی یہ کہا کہ ہم ان کا انٹرویو لیں گے۔

مولوی شفیع صاحب کے کہنے پر مولانا رسول خان انٹرویو کے لئے تیار ہوگئے تھے۔ ملاقات کا وقت مقرر

ہوا۔ متعینہ تاریخ پر مولانا رسول خان لاہور پہنچ گئے۔ وولنر سے ان کی ملاقات ہوئی۔ وائس چانسلر نے پوچھا کیا نام ہے؟ تعلیم کیا ہے؟ مولانا رسول خان نے نام بتایا اور بطور عجز وانکساری کہنے لگے' تعلیم تو میری کچھ بھی نہیں۔ میں تو بہت ہی کم علم آدمی ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے کچھ بھی نہیں آتا۔ بس استادوں کی جوتیاں سیدھی کی ہیں۔ استادوں کی صحبت میں بیٹھا ہوں۔ وائس چانسلر نے مولانا رسول خان کے یہ الفاظ سنے تو غصے میں آ گیا۔ چپڑاسی کو بلایا اور کہا کہ ان کو باہر کا راستہ دکھاؤ۔ مولانا رسول خان اٹھے اور باہر آ گئے۔ مولوی شفیع صاحب انتظار میں تھے۔ مولانا کو اتنی جلدی واپس آتا دیکھا تو حیران ہوئے۔ مولانا سے انٹرویو کی روائیداد پوچھی۔ مولانا نے سارا واقعہ سنایا۔ مولوی شفیع بڑے پریشان ہوئے۔ فوراً وولنر سے اندر جا کر ملے۔ وائس چانسلر غصے میں تھا بولا کس آدمی کو تم نے میرے پاس بھیجا ہے وہ کہتا ہے کہ میرے پاس علم نہیں۔ مجھے کچھ نہیں آتا۔ جوتیاں سیدھی کی ہیں۔ مولوی شفیع بولے۔ ہماری مشرقی روایت اور یوروپی روایت میں بڑا فرق ہے۔ ہماری مشرقی روایات یہ ہے کہ جسے بہت کچھ آتا ہے وہ یہی کہتا ہے کہ مجھے کچھ نہیں آتا اور مغربی روایت یہ ہے کہ جسے کچھ بھی نہیں آتا وہ کہتا ہے مجھے بہت کچھ آتا ہے۔ میری ڈگریاں دیکھ لو۔ وولنر کہنے لگا' پھر علمی استعداد کا پتہ کیسے چلے؟ مولوی شفیع بولے ڈگری والوں کی میٹنگ بلاؤ۔ علمی بحث کراؤ' علمی گہرائی کا پتہ چل جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ تمام شعبہ جات کے سربراہ بلائے گئے۔ علم جغرافیہ کے حوالے سے بحث چل نکلی۔ مولانا رسول خان نے خلق سبع سمٰوت طباقاً پر ڈیڑھ گھنٹہ مفصل گفتگو کی۔ بڑے بڑے علمی نکات کھولے۔ وولنر مولانا رسول خان کی علمیت سے متاثر ہوا۔ اور مولانا کو اٹھ کر ملا۔ اسی وقت ان کو تقرری کا حکم نامہ لکھوا کر دیا۔ اس طرح مولانا رسول خان دیوبند سے اورینٹل کالج چلے آئے۔

دارالعلوم دیوبند کے مولانا انور شاہ کاشمیریؒ سے کسی نے پوچھا کہ مولانا رسول خان دیوبند چھوڑ کر اورینٹل کالج چلے گئے۔ آپ کا اس بارے میں کیا تبصرہ ہے۔ انہوں نے جواباً کہا۔ جامع مسجد دہلی کا مینارہ اگر اکھاڑ کر چاندنی چوک میں نصب کر دیا جائے تو وہاں اس کی حیثیت کیا ہوگی۔ اس کا مقام اور عظمت تو مسجد ہی کی وجہ سے ہے' چاندنی چوک کی وجہ سے نہیں۔ شاید مولانا رسول خان صاحب کو خود بھی اس بات کا احساس تھا' مولانا رسول خان کا تقرر 29 مئی 1935 کو بحیثیت صدر مدرس عربی اورینٹل کالج میں ہوا۔ آپ 1954 تک اورینٹل کالج میں پڑھاتے رہے۔ اس طرح انہوں نے تقریباً بیس برس اورینٹل کالج میں عربی زبان وادب کی خدمات سرانجام دیں۔ لیکن جب پاکستان بن جانے کے بعد مفتی محمد حسنؒ نے لاہور میں جامعہ اشرفیہ قائم کیا تو مولانا رسول خان صاحب بھی مغربی روایات کے ادارہ اورینٹل کالج کو چھوڑ کر مشرقی روایت کے امین جامعہ اشرفیہ چلے آئے۔ اور تادم زیست جامعہ اشرفیہ ہی میں علم کی خدمت کرتے رہے۔